باب 3

غیر رسمی مغالطے

(Informal Fallacies)

عقل و دانش سے مسائل حل کرنا انسانی خصلت ہے۔ جو کچھ ماخذ علم سے حاصل کرتے ہیں اسے ادراک یا علم کہا جاتا ہے۔ لیکن بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم التباس یا وہم کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ التباس یا وہم دراصل غلط ادراک ہوتا ہے۔ یہ ہمارے حواس کا دھوکہ یا فریب ہوتا ہے۔ التباس سے بچنے کے لئے ہم تصدیق کا سہارا لیتے ہیں۔ تصدیق ہونے پر غلط ادراک یعنی التباس کے بجائے صحیح علم حاصل ہوتا ہے۔

اگر کسی بھی جملے یا مفروضے میں فرضی یا دانستہ طور پر التباس پیدا کر کے اسے صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی جائے تو اسے مغالطہ کہتے ہیں۔

علم، فکر یا سوچ و بچار میں تحریری یا تقریری انداز سے مغالطے پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ یہی مغالطے چٹکلے و لطائف کی شکل اختیار کر جاتے ہیں لطائف میں بھی کوئی نہ کوئی التباس پیدا کیا جاتا ہے۔ جس میں صورت حال بدل کر واقعہ کو اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ وہ عمومی حالات سے مختلف نظر آئے۔

لفظوں کا اتار چڑھاؤ، واقعاتی تبدیلی اور کرداروں کے انداز و اطوار کو تبدیل کر کے یا آپس میں گڈمڈ کر کے ایسی منظر کشی کی جاتی ہے کہ دیکھنے یا سننے والا اس سے لطف اندوز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس تبدیلی یا منظر کشی سے انسان حیران و ششدر بھی ہوتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اس بیان یا صورت حال میں بظاہر کوئی غلطی نہیں ہے لیکن حقیقتاً یہ سب کچھ مغالطے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔

اگر حالات بالکل صحیح اور مناسب ہوں علمی اور فکری ماحول ہو۔ لوگ دلائل سے بات کرتے ہوں۔ منطقی گفتگو ہو اور نتائج ہمیشہ مقدمات سے مناسبت رکھتے ہوں تو یہ یقیناً خیالی بستی ہوگی۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ عموماً ایسا نہیں ہوتا۔ ہم ہر وقت کسی نہ کسی الجھن کا شکار ہوتے ہیں۔ اصل کو چھوڑ کر عارضی اور وقتی صورت حال کا شکار ہو جاتے ہیں ایسی صورت پیدا کرنے کے لیے جو اصول کار فرما ہوتے ہیں اور جو طریقہ اپنایا جاتا ہے اسے مغالطہ کہا جاتا ہے۔ یعنی علمی اور فکری انداز میں کوئی ہیر پھیر پیدا کر کے ایک دوسرے کو لاجواب کرنا دراصل مغالطے پیدا کرنا ہی ہوتا ہے۔

بعض اوقات بظاہر استدلال نظر آرہا ہوتا ہے لیکن حقیقت میں اس میں کوئی نہ کوئی منطقی اصول کی خلاف ورزی پائی جاتی ہے۔ مغالطے میں منطقی اور فکری اصولوں کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ اس میں کوئی نہ کوئی غلطی پائی جاتی ہے جو ویسے تو نظر نہیں آتی لیکن غور کرنے پر دکھائی دیتی ہے۔ اس طرح کے غلط اور بے معنی استدلال کو مغالطہ (Fallacy) کہتے ہیں۔ بے معنی

استدلال ہونے کے باوجود مغالطہ بڑی طاقت کا حامل ہوتا ہے۔

افلاطون (Plato) کے خیال میں ''لوگوں کی طرح وہ دلائل جو عموماً غلط دعووں پر مبنی ہوں مغالطے کہلاتے ہیں۔''

علم منطق میں دیئے گئے فکر کے اصول کے مطابق صحیح مقدمات ہی سے صحیح نتائج اخذ کئے جاسکتے ہیں۔ غلط انداز اور غلط مقدمات میں سے صحیح نتائج اخذ نہیں کئے جاسکتے۔ اگر کسی وجہ سے ایسا ہو جائے یا ایسا نظر آئے کہ مقدمات سے مطابقت کے بغیر نتائج حاصل کئے گئے ہوں تو اسے مغالطہ کہتے ہیں، لیکن صحت فکر کو جانچ کر اس مغالطے کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔ جدید منطقی (Logician) اروِنگ کوپی (Irving copi) کے خیال میں'' مغالطہ'' کسی استدلال میں پائی جانے والی غلطی کو کہتے ہیں جس طرح منطقی لفظ مغالطہ کا استعمال کرتے ہیں اس میں استخراج کی غلطی یا غلط یقین نہیں بلکہ مخصوص اغلاط کا نام مغالطہ ہے۔ یہ اغلاط عموی طور پر دلائل میں پائی جاتی ہیں۔ ہر مغالطہ، غلط دلیل کی ایک قسم ہوتا ہے۔ کسی دلیل میں پائی جانے والی غلطی کا ظاہر ہونا اس مغالطہ کا مرتکب ہونا کہلاتا ہے۔

دلائل کے نظام میں کئی طرح کی غلطیاں پائی جاتی ہیں جس انداز کی اغلاط موجود ہوں گی اسی طرح کا مغالطہ پیدا ہوتا ہے۔

مغالطوں کے مطالعہ کی اہمیت

(Importance of the study of Fallacies)

مغالطہ چونکہ لفظی، فکری یا کسی بھی نوعیت کی ایسی خوابیدہ غلطی کو کہتے ہیں، جو بظاہر نظر نہیں آتی۔ اس لئے ایسی غلطیاں جو نظر نہ آرہی ہوں زیادہ خطرناک ہوتی ہیں۔ صحیح نظر آنے والے استدلال میں اگر مغالطہ پایا جائے تو یہ ہمیں کسی وقت دھوکہ دے سکتا ہے۔ چونکہ مغالطے استدلال کی غلطیاں ہوتے ہیں لہذا یہ ان اصول وضوابط کی خلاف ورزی سے پیدا ہوتے ہیں جو صحیح استدلال کے لئے نہایت ضروری اور لازمی ہوتے ہیں۔

غلطیوں اور دھوکے سے بچنے کے لئے مغالطوں کو جاننے کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ جس طرح زیادہ ٹریفک میں گاڑی چلاتے ہوئے ٹریفک قوانین کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھا جاتا ہے۔ کہ دوسرے گاڑی چلانے والے کیا غلطیاں کر رہے ہیں ان غلطیوں سے بھی بچا جائے۔ جب تک ہم ان کی غلطیوں کا تجزیہ، مشاہدہ اور مطالعہ نہیں کریں گے اس وقت تک ان ٹریفک کی غلطیوں سے بچ نہیں سکیں گے۔ مغالطے بھی دوسروں کی پیدا کردہ غلطیاں ہی ہوتی ہیں اس لئے ان سے بچنے کے لئے ان کا تجزیہ، مشاہدہ اور مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ مغالطوں کے مطالعہ کی اہمیت درج ذیل نکات میں بیان کی جاسکتی ہے۔

1۔ مغالطے سے بچنا   2۔ مغالطہ پیدا کرنا   3۔ صحیح استدلال   4۔ غلطی دور کرنا

5 دلیل کو زوردار بنانا   6 فریق ثانی کو لاجواب کرنا   7 نعروں میں استعمال   8 مزاح پیدا کرنا

1۔ مغالطے سے بچنا

مغالطہ ایک تکنیکی بنیاد کی غلطی کا حامل ہوتا ہے جس سے بچنے کے لئے جواباً کوئی تکنیکی طریقہ استعمال کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ مغالطے کا مطالعہ بے حد ضروری ہے تاکہ کسی گفتگو یا تحریر میں پیدا ہونے والے مغالطے سے بچا جاسکے۔ مغالطے کو جانیں گے تو اس کو دور کریں گے۔ اگر کسی جملے یا پیراگراف میں مغالطے کا پتہ ہی نہ چلے تو اس سے بچا کیسے جاسکتا ہے؟ لہذا مغالطے سے بچنے کے لئے مغالطے کا جاننا نہایت ضروری ہے۔

وکیل صفائی اگر مغالطے کو جان جائے گا تو فوراً جواباً اپنی دلیل اس طرح پیش کرے گا کہ وہ وکیل استغاثہ کے پیدا کئے گئے مغالطے سے بچ سکے۔ مغالطے کا مطالعہ ہی مغالطے سے بچاتا ہے۔

2۔ مغالطہ پیدا کرنا

اپنی بات کو بہتر، باوزن اور مدلل بنانے کیے لئے وکیل، استاد، واعظ، غرضیکہ گفتگو کرنے والا ہر شخص مغالطہ پیدا کرتا ہے اور یہ اس وقت ممکن ہوسکتا ہے جب کوئی مغالطے کے بارے میں صحیح طور پر جان سکے۔ مغالطہ پیدا کرنا ایک فن ہے۔ اس فن سے واقفیت حاصل کرنا زندگی میں کامیابی سے ہمکنار ہونے کے لئے ضروری ہے۔ دکاندار، مباحث، راہنما، قائد اور کسی بھی شعبۂ زندگی کا سربراہ ہمیشہ مغالطے سے اپنی گفتگو کو آگے بڑھاتا ہے۔ مغالطہ کامیابی کی نشانی ہے۔ انٹرویو دینے والا اور انٹرویو لینے والا دونوں مغالطوں سے کام لیتے ہیں۔ بظاہر وہ سوال وجواب کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہوتے ہیں لیکن حقیقتاً ایک دوسرے کو لاجواب کرنے کے لئے کسی نہ کسی مغالطے کی تلاش میں ہوتے ہیں۔ جو جتنے زیادہ مغالطے پیدا کرلیتا ہے وہ اتنا زیادہ کامیاب ہوجاتا ہے۔ مقالہ یا ملازمت کے لئے انٹرویو دیتے ہوئے امیدوار مختلف حوالوں اور طریقوں سے سماں باندھ دیتا ہے۔ انٹرویو لینے والا پیچھے رہ جاتا ہے۔ اس طرح غیر متعلقہ گفتگو کرنے کے باوجود انٹرویو دینے والا مغالطوں کی وجہ سے جیت جاتا ہے۔ اس لئے مغالطہ پیدا کرنا ایک خصوصی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔

علم، تجربہ، مشاہدہ مشق اور خصوصی توجہ سے مغالطہ پیدا کرنے کا فن سیکھا جاسکتا ہے۔ مقرر ہمیشہ دوسرے مقررین کو نیچا دکھانے اور تقریری مقابلہ جیتنے کے لئے مغالطوں سے مدد لیتا ہے۔ وکیل بحث کے دوران میں اور اس کے بعد جج فیصلہ کرتے ہوئے مغالطوں کا سہارا لیتا ہے اسی لئے متاثرہ فریق کے لئے بھی درخواست میں زوردار فقرات کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ زور صرف اور صرف مغالطوں ہی سے پیدا کیا جاسکتا ہے۔

3۔ صحیح استدلال

مغالطے کی تعریف استدلال کی غلطی ہے اور جب غلطی کی نشاندہی ہوجائے تو صحیح استدلال قائم کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ مغالطے کا مطالعہ کیا جائے۔ مغالطے کو جانچا جائے۔ جب تک کسی معاملے میں غلطی کی نشاندہی نہ ہوگی اس وقت تک وہ غلطی دور نہیں ہوسکتی۔ مغالطہ ایک غلطی ہوتا ہے۔ اس کو دور کریں تو غلط استدلال سے بچا جاسکتا ہے۔ اس طرح

صحیح استدلال کے لئے مغالطے کی اہمیت مسلمہ ہے۔ مغالطہ سے نجات حاصل کر کے ہی صحیح استدلال کی جانب جایا جاتا ہے۔ صرف ونحو کے اصولوں پر عمل کر کے جملے، پیراگراف، اور مضامین کامیابی سے لکھے جاسکتے ہیں۔ اس طرح غلطیوں سے مبرّا مضامین اس وقت ہی لکھے جاسکتے ہیں جب مغالطوں سے نجات حاصل کی جائے۔ لفظی، علمی اور فکری مغالطے دور کر کے صحیح استدلال کیا جاسکتا ہے۔

4۔ غلطی دور کرنا

صحیح استدلال قائم کرنے سے مراد ہی یہی ہے کہ غلطیوں کا پتہ لگایا جاسکے۔ غلطی کا پتہ لگانے کا مطلب یہ ہے کہ مغالطے کو تلاش کرنا۔ مغالطہ چونکہ تحریر وتقریر میں چھپا ہوتا ہے اس لئے اس کا پتہ وہی شخص لگا سکتا ہے جو مغالطوں کا مطالعہ کر کے اس کا صحیح علم رکھتا ہوگا۔ مغالطوں کا مفہوم جانتا ہوگا۔ مغالطوں کا جاننا دراصل اپنی اور دوسروں کی غلطیوں کا پتہ لگانا ہوتا ہے۔

بعض اوقات غلط العام کی مشق کی وجہ سے ہم گفتگو میں غلطیوں کے عادی ہو جاتے ہیں۔ ہر غلط کو صحیح سمجھ لیتے ہیں لیکن اگر فنِ مغالطہ (Art of Fallacy) سے واقف ہوں تو غلطی کی نشاندہی کر کے اسے دور کیا جاسکتا ہے۔ بعض اوقات ہمیں کوئی دلیل صحیح معلوم ہوتی ہے جبکہ اس میں غلطی کی نشاندہی نہیں کر سکتے۔ ہمیشہ غلطی کا تجزیہ کرنا چاہیے تاکہ ہمیں یہ معلوم ہو سکے کہ وہ کیسے پیدا ہوئی ہے؟ اگر ایسا نہ ہو تو پھر غلطی موجود رہے گی۔ اگر ہم یہ معلوم کرلیں کہ دلیل غلط ہے لیکن یہ نہ معلوم کرسکیں کہ وہ دلیل کیوں اور کیسے غلط ہے تو ہم غلطی دور نہیں کر سکتے۔

لہٰذا یہاں یہ کہنا مناسب ہوگا کہ مغالطوں کے مطالعہ کا سب سے اہم اور بڑا فائدہ یہ ہے کہ دلیل میں موجود غلطی کا پتہ لگا کر اسے دور کیا جاسکتا ہے۔

5۔ دلیل کو زور دار بنانا

روز مرہ زندگی میں گفتگو کے ذریعے کامیابی سے مصدر حاصل کیا جاتا ہے۔ ابہام، خود تردیدی اور تناقضات سے بچنے کے لئے اپنی دلیل کو زیادہ معتبر بنایا جاتا ہے خواہ وہ دلیل مغالطے پر مبنی ہی کیوں نہ ہو۔ مغالطہ جتنا لطیف ہوگا دلیل اتنی زور دار ہوگی۔ بعض اوقات جوابِ دعویٰ کے لئے مغالطۂ دانستہ پیدا کیا جاتا ہے لیکن بعض اوقات مغالطہ خود بخود منطقی طور پر پیدا ہو جاتا ہے۔ دونوں صورتوں میں دلیل کو زور دار بنانا مقصود ہوتا ہے لیکن اس میں زور داری کا عمل دخل صرف اور صرف مغالطوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ مغالطہ جتنا پیچیدار اور لطیف ہوگا اتنا ہی خوابیدہ ہونے کی وجہ سے بات یا دلیل کو زیادہ باوزن اور زور دار بنا دے گا۔

مغالطۂ دانستہ یا سفسطہ (Sophism) اور مغالطۂ نادانستہ (Poralogism) دونوں میں مغالطہ پیدا کرنے والے کی نیت کو اگر دیکھا جائے تو مغالطۂ نادانستہ میں اس کی نیت شامل نہیں ہوتی جبکہ مغالطۂ دانستہ میں مغالطہ پیدا کرنے والا خود کوشش کر کے اپنی دانست کے مطابق ایسا کرتا ہے جس میں اس کی نیت شامل ہوتی ہے۔ لیکن اس میں اہم بات یہ ہے کہ منطق میں صرف فکری صوری یا مادی حالت کو دیکھا جاتا ہے کسی کی نیت کو نہیں لہٰذا مغالطۂ دانستہ یا نادانستہ کی تقسیم غلط ہے۔ مغالطہ یا تو ہوتا

ہے یا نہیں ہوتا۔

وکیل کو زور دار اور بامعنی بنانے کے لئے زور دار مغالطے اور منطقی استدلال کی ضرورت ہوتی ہے۔ مغالطے کا مطالعہ اگر تفصیلاً کیا جائے تو ناکام ہونے والا وکیل چند روز میں ہی کامیاب وکیل بن سکتا ہے۔ کم گو اور ناکام مقرر کامیاب مقرر بن سکتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ مغالطے کا فن جانتا ہو۔

5۔ فریق ثانی کو لاجواب کرنا

مغالطہ بحث و مباحثہ میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ گفتگو، سوال و جواب اور بحث کے دوران میں فریق ثانی کو لاجواب کرنے کے لئے مغالطوں کا شامل کرنا نہایت ضروری ہے۔ بعض اوقات کوئی شخص اپنی دلیل پر بلاوجہ اڑ جاتا ہے۔ دراصل وہ اس وقت کسی نہ کسی مغالطے سے کام لے رہا ہوتا ہے۔ وہ ایسی جگہ ثبوت طلب کرتا ہے جہاں ثبوت مہیا کرنا ممکن نہیں ہوتا یا پھر بعض اوقات ایسی صورت حال پیدا ہوتی ہے کہ مغالطوں سے لبریز ایسی گفتگو یا دلائل پیش کرتا ہے کہ فریق ثانی کو لاجواب کردیتا ہے۔ فریق ثانی کو لاجواب کرنے کے لئے جب صحیح مواد ختم ہو جائے تو مغالطوں کا سہارا لیا جاتا ہے۔ جب زبردست دلائل دینے والے دونوں وکیلوں میں ٹھن جاتی ہے تو کمزور مقدمے کی پیروی کرنے والا وکیل اپنی دلیل کو صحیح ثابت کرنے کے لئے مغالطوں کا سہارا لیتا ہے۔ مثلاً

وکیل صفائی:۔ اس قالین کی فروخت کے سلسلے میں کوئی تحریر موجود نہیں۔

مدعی:۔ ہر شے کی تحریر نہیں ہوتی ہے۔

وکیل صفائی:۔ ہر شے کی تحریر ہوتی ہے۔

مدعی:۔ کیا آپ جب کسی تندور سے ایک روٹی خریدتے ہیں تو اپنے پاس کوئی تحریر رکھتے ہیں۔

وکیل صفائی:۔ میں قالین کی بات کر رہا ہوں جسے فرش پر بچھاتے ہیں لیکن آپ روٹی کو فرش پر تو نہیں بچھاتے۔

مدعی:۔ میں بھی قالین کی بات کر رہا ہوں۔ اگر روٹی کو فرش پر نہیں بچھاتے تو قالین کو بھی تو نہیں کھاتے۔

ایسے مکالمے میں آپ فریق ثانی کو مغالطوں کے استعمال سے لاجواب تو کر سکتے ہیں لیکن حقیقتاً منطقی لحاظ سے ایسے مکالمے کوئی دلیل نہیں ہوتے ان سے صحیح مناسب اور متعلقہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جاسکتا۔

7۔ نعروں میں استعمال

کسی بھی قوم کے راہنما ہمیشہ نعروں سے کام لیتے ہیں۔ اپنی تحریروں اور تقریروں میں کامیابی اور گرما دینے والے نعروں کا کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ یہ تمام تر نعرے مغالطوں پر مبنی ہوتے ہیں۔ یعنی لفاظی کی جاتی ہے۔ جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

مغربی فلسفی نکولو میکاولی (Niccolo Machiavelli) نے اپنی کتاب "دی پرنس" (The Prince) میں اس طریق کار کا بخوبی ذکر کیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ عوام کو دھوکا دینے کے لئے قوم کے راہنما ہمیشہ نعروں سے کام لیتے ہیں۔

دراصل ان نعروں کی حقیقت نہیں ہوتی چونکہ ان نعروں کی حقیقت نہیں ہوتی لہذا یقیناً یہ مغالطوں پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس کا خیال ہے کہ کامیاب ہونے کے لئے سیاسی راہنما ہمیشہ عوام کو نعروں کی مدد سے اور فریب کے ذریعے بے وقوف بناتے ہیں۔ مثلاً "اینٹ سے اینٹ بجادیں۔" "آگے بڑھو تہس نہس کردو۔" لوگوں کے جذبات سے کھیلا جاتا ہے۔ اصل میں دلیل جذبات (Arguments of Populum) مغالطہ نتیجہ غیر متعلق کی دو قسم ہے جس میں سامعین کے جذبات کو اپیل کی جاتی ہے۔ جذبات کو مشتعل کیا جاتا ہے۔ سیاسی دعوای مقررین کے ہاتھ میں دلیل جذبات ایک مؤثر اور کارگر ہتھیار ہوتا ہے۔ جس سے وہ عوام الناس کی آنکھوں میں دھول ڈال سکتے ہیں۔ یہ سب کچھ مغالطہ کے مطالعہ اور استعمال سے ممکن ہوتا ہے۔ تقریر کا مختصر حصہ جس میں نعروں میں مغالطوں کا استعمال کرکے عوام کو جذباتی بنا کر قائل کیا جاتا ہے۔

"او مظلوم مزدورو! تم کب تک خواب خرگوش میں سوئے رہو گے؟ تم کب تک ظالم سرمایہ داروں کو اپنے حقوق آزادی کچلنے دو گے؟ تم کب تک اپنے بھوکے، پیاسے اور ننگے بچوں کو اس مظلومی کی حالت میں دیکھتے رہو گے؟ کیا تمہارے اندر خون نہیں ہے! کیا تمہارے خون میں جوش نہیں ہے؟ اٹھو ان محلات کو آگ لگادو۔ اٹھو ان کارخانوں کو جلا دو۔

اٹھو ورنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

یہ ملیں تمہاری ہیں لیکن تم اور تمہاری اولاد کپڑے کو ترستی ہے۔ آگے بڑھو۔ آگے بڑھو۔

کیا ملیں اس لئے ریشم کا ڈھیر بنتی ہیں
کہ دختران وطن تار تار کو ترسیں

اس طرح کے جذباتی نعروں سے بھری مغالطوں پر مبنی تقریر کا اگر تجزیہ کیا جائے تو حقیقت کچھ نہیں ہوتی۔ صرف لفاظی کرکے لوگوں کو بے وقوف بنایا جاتا ہے اور بے وقوف بنانے والا سیاسی یا مزدور راہنما ایسا کرکے انتخابات جیت جاتا ہے اور پھر کبھی نظر نہیں آتا۔

8- مزاح پیدا کرنا

انسان یکسانیت سے اکتا جاتا ہے۔ یکسانیت میں تبدیلی حالات و واقعات اور صورت حال کو بدل کر کی جاتی ہے۔ جس سے مزاح پیدا ہوتا ہے۔ اس میں بھی کوئی نہ کوئی غلطی ضرور پائی جاتی ہے یہی صورت حال مغالطہ کہلاتی ہے گویا مغالطہ پیدا کرکے مزاح پیدا کیا جاتا ہے۔

مغالطے ہنسی مذاق، طنز و مزاح اور خوش مزاجی کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ بظاہر ایسا لگ رہا ہوتا ہے کہ بات صحیح ہے لیکن غلطی بھی ہے اور یہی بات مزاح کی وجہ بنتی ہے۔ پہیلیاں، طنز و مزاح میں مغالطہ ابہام پایا جاتا ہے۔ منطق کے پروفیسر ایک واقف کار حلوائی کی دکان پر جاتے ہیں دونوں میں جو گفتگو ہوتی ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

پروفیسر:۔ حلوائی بھائی یہ مٹھائی کس بھاؤ ہے؟

حلوائی:۔ تمام مٹھائی کی اقسام کا بھاؤ ایک ہی ہے؟

پروفیسر:۔ مجھے آدھا کلو برفی دے دیں۔

پروفیسر آدھا کلو برفی لے کر چلنے لگتے ہیں پھر اچانک مڑ کر کہتے ہیں یہ برفی واپس رکھ لیں مجھے آدھا کلو لڈو دے دیں۔ حلوائی برفی واپس رکھ کر آدھا کلو لڈو دے دیتا ہے۔ پروفیسر لڈو لے کر چل پڑتے ہیں۔

حلوائی:۔ پروفیسر صاحب پیسے تو دے دیں۔

پروفیسر:۔ کس شے کے پیسے؟

حلوائی:۔ آدھا کلو لڈوؤں کے۔ جو آپ نے حاصل کئے ہیں۔

پروفیسر:۔ لڈو تو میں نے برفی کے معاوضے میں حاصل کئے ہیں پھر پیسے کیوں دوں؟

حلوائی:۔ پھر برفی کے ہی پیسے دے دیں۔

پروفیسر:۔ برفی تو میں نے آپ کو واپس کر دی ہے۔ پیسے کیوں دوں؟

حلوائی:۔ بھئی یہ کیا ہے؟

پروفیسر:۔ یہ منطق ہے آپ بھی روز پوچھتے تھے کہ بتائیں منطق کیا ہوتی ہے۔

اس ساری گفتگو کے نتیجے میں مغالطہ کی وجہ سے مزاح پیدا کیا گیا ہے۔

چند اہم مغالطے (Some Important Fallacies)

مغالطہ میں بیان کردہ فقرات بظاہر صحیح معلوم ہوتے ہیں لیکن حقیقتاً ان میں کوئی نہ کوئی کمی، گتھی، گھنڈی، یا چکر (Trick) پایا جاتا ہے جس سے مفہوم ہی یکسر بدل جاتا ہے۔ حالات و واقعات کی بنا پر مغالطہ کی یوں تو کئی ایک اقسام ہیں لیکن ان میں سے چند ایک اہم مغالطوں کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے جس سے مغالطے کی حقیقت کا پتہ چلتا ہے۔

1۔ مغالطۂ اپیل برائے طاقت (Fallacy Appeal to Force)

زندگی گزارنے کے لیے انسان ہر طرح سے ہاتھ پاؤں مارتا ہے لیکن ایسی صورت بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ علم دلیل اور تعلیم کے بجائے طاقت، دھونس اور زبردستی سے اپنا موقف منوایا جاتا ہے۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے اصول کو اپنایا جاتا ہے۔ طاقت سے اپنی بات منانے کو مغالطۂ اپیل برائے طاقت کہا جاتا ہے۔ مضبوط آہنی ہاتھوں سے نبٹا جاتا ہے۔ یہاں تمام قوانین، اصول و ضوابط اور دلائل بے معنی ہو جاتے ہیں۔ طاقت کے ذریعے اپنی مرضی کے نتائج حاصل کئے جاتے ہیں۔ یہاں گفتگو، بحث و مباحثہ اور کسی قسم کے قوانین کے بجائے دھمکی اور مار دھاڑ سے کام لیا جاتا ہے۔ گویا اصل معاملہ سے توجہ ہٹا کر زبردستی اپنی بات منوائی جاتی ہے۔ جن ممالک میں فوج کشی ہوتی ہے وہاں بھی ایسی ہی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے کہ وہاں اپنی مرضی کے نتائج حاصل کرنے کے لیے حقیقی آئین اور ضابطہ کے بجائے خود ساختہ زبردستی کے قوانین سے من مرضی کی جاتی ہے۔ یہاں تمام عقلی موشگافیاں ناکام ہو جاتی ہیں۔ مغالطۂ اپیل برائے طاقت، الفاظ کو جاندار بنانے کے لئے مددگار ثابت ہوتا ہے۔

2۔ مغالطۂ اپیل برائے ہیجان (Fallacy Appeal to Emotion)

احساس میں جب شدت پیدا ہو جاتی ہے تو ہیجان پیدا ہوتے ہیں یا یوں کہیے کہ احساس کی شدید حالت ہیجانی حالت ہوتی ہے۔ مغالطۂ اپیل برائے ہیجان میں صورت حال یہ پیدا ہوتی ہے کہ دلائل اور صحیح علم کی بنیاد کے بجائے شدت سے مدد لی جاتی ہے لفظی تشدد اس کی اہم مثال ہے۔ اپنی مرضی کے نتائج حاصل کرنے کے لیے شور و غل، ہیجان انگیز ماحول اور دوسرے کو بات کرنے کی اجازت نہ دینا ہے۔

مثلاً کوئی وڈیرہ کسی غریب کی صحیح بات یا فریاد سننے کے بجائے اسے ڈانٹ ڈپٹ کر خود ہی فیصلہ سنا دیتا ہے۔ اس طرح ہیجانات کی مدد سے تشدد آمیز رویہ اپنا کر مغالطۂ اپیل برائے ہیجان پیدا کیا جاتا ہے۔ جس سے حقیقی اور اصلی معاملہ دب جاتا ہے۔ عموماً دفتروں میں افسران اپنے ماتحتوں کے ساتھ ایسا رویہ اپناتے ہیں۔

اس میں مقدمات کا تعلق نتائج سے نہیں ہوتا بلکہ سننے اور پڑھنے والے کو ہیجانی صورت حال کا مقابلہ کرنا ہوتا ہے۔ غصہ، نفرت اور جذبات آمیز حالات پیدا کیے جاتے ہیں۔ اصل علمی اور فکری دلائل کو سبوتاژ کیا جاتا ہے۔ مقدمات کی نوعیت کو بالائے طاق رکھ کر نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے جیسے ہٹلر (Hitler) ہیجانی صورت حال پیدا کر کے اپنا حکم منوا لیتا تھا۔ چنگیز خاں اور ہلاکو خاں کی مثالیں بھی اس نوعیت کی ہیں۔ کوئی ظالم بادشاہ، ظالم باپ اپنی زور دار ہیجانی آواز سے اپنی رعایا اور بچوں سے اپنی مرضی کے مطابق کام کرواتا ہے اور کوئی دلیل نہیں سنتا۔ ظالم اور زبردست شوہر بھی بیوی کو دھونس اور زبردستی سے اپنی بات منواتا ہے۔

اسی طرح منفی ہیجان کے علاوہ مثبت ہیجان بھی مغالطہ پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً کسی کے ساتھ شدید لگاؤ، شدید جذبہ حب الوطنی وغیرہ۔ سیموئیل جانسن (Samual Johnson's) کے خیال میں ''کسی بدمعاش کے لیے حب الوطنی آخری پناہ گاہ ہے۔'' ویسے عملی طور پر وہ ہر کام ملک کے قوانین کے خلاف کرتا ہے۔ لیکن اپنے مفاد کے لئے حب الوطنی کا نعرہ لگاتا ہے۔ گویا کوئی ایسا شخص جو ہمیشہ غیر قانونی حرکات کا مرتکب ہوتا رہا ہو۔ اگر حب الوطنی کے ہیجانی لگاؤ کو استعمال میں لائے تو وہ اپنی جان بچانے کے لیے بہترین ہتھیار ہوگا۔ جس کا اصل میں حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ یہی مغالطہ اپیل برائے ہیجان ہے۔

کسی فرد، شے یا جگہ سے شدید لگاؤ کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ سیاستدان لوگوں کے جذبات اور ہیجانات کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں جذباتی نعروں اور ترانوں کی مدد سے مختلف وعدے کر کے اپنی سیاسی پارٹیوں کو مضبوط بناتے ہیں۔ انہی شدید نعروں کی وجہ سے دو یا دو سے زیادہ ممالک میں جنگیں چھڑ جاتی ہیں جو ہمیشہ کے لیے مسائل کا باعث بنتی ہیں۔

اشیاء بیچنے کے لیے بھی مختلف اشتہاری کمپنیاں مغالطہ اپیل برائے ہیجان سے مدد لیتی ہیں۔ لوگوں کو توجہ دلانے کے لیے ایسے اشتہاری نعرے اتنی بار دہرائے جاتے ہیں کہ لوگ ان پر یقین کرنے لگتے ہیں خواہ ان کی حیثیت اپنی حقیقی نہ ہو۔ خوبصورت لباس میں ملبوس لڑکیوں کا اشیاء سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا لیکن جذباتی اور ہیجانی صورت پیدا کر کے بغیر کسی دلیل کے لوگوں کو اشیاء خریدنے پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔ یہ یقیناً مغالطہ اپیل برائے ہیجان ہے۔ ٹی وی پر سگریٹ کا اشتہار زیادہ موثر،

طاقت ور اور ہیجان خیز ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ تمباکو نوشی کے بارے میں وارننگ کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی۔ یہ بھی مغالطہ اپیل برائے ہیجان ہے۔

اسی طرح تقریروں میں ایسے فقرات استعمال کئے جاتے ہیں جو شدید نوعیت کے ہوتے ہیں۔ نوجوان ان جذباتی فقروں سے اپنے آپ میں ہیجانی تبدیلی پاتے ہیں اور بغیر کسی دلیل یا نتیجہ کو سمجھے میدان عمل میں کود پڑتے ہیں۔ مثلاً "ہم اس ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔" "سر پر کفن باندھ کر نکلو۔" "میرے ساتھ چلو مستقبل آپ کے ہاتھ میں ہے۔" "آگے بڑھو تمام رکاوٹوں کو توڑ دو۔" ایسی ہی جذباتی تقریر بے حد متاثر کرتی ہے۔

3۔ مغالطۂ اپیل برائے رحم(The Fallacy Appeal to Pity):-

بعض اوقات ایسی صورت حال پیدا ہوتی ہے کہ اصل معاملہ کو چھوڑ کر ہمدردانہ اور رحم لانے طریقہ کار اپنایا جاتا ہے۔ اس میں بھی مغالطہ پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جس میں زور اگر زیادہ ہو تو کامیابی ہو جاتی ہے ورنہ ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً اگر کسی طالب علم کو اس کی غلطی پر کالج انتظامیہ پکڑ لیتی ہے اور غلطی کی نوعیت کے لحاظ سے کالج کونسل میں اسے بلایا جاتا ہے تو سفارش کرنے والا اور وہ خود بھی اصل معاملہ کی وضاحت کرنے کے بجائے رحم کی اپیل شروع کر دے گا۔ کہ "میں غریب گھر کا ہوں بڑی مشکل سے پڑھنے کے لیے آتا ہوں مجھے معاف کر دیا جائے۔" منت سماجت اور دعائیں دینا شروع کر دیتا ہے۔ کالج کونسل کی توجہ اصل معاملہ سے ہٹا کر رحم کی طرف لگ جاتی ہے۔ اسے مغالطہ اپیل برائے رحم کہا جاتا ہے۔

مانگنے والے بھی اسی طریقے کو اپناتے ہیں لوگوں کے جذبات کو ابھارتے ہیں اکثر اوقات وہ اپنے اس فن میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

مغالطۂ اپیل برائے رحم میں الفاظ اور فقرات کا استعمال بڑے ڈرامائی انداز میں کیا جاتا ہے جس سے سننے والے کے دل میں ہمدردی اور رحم پیدا کیا جاتا ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔ قانون میں بھی اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ اگر عدالت میں قاتل اور اس کے لواحقین جج سے درخواست کرنا شروع کر دیں کہ اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں بہن بھائی ہیں اس کو چھوڑ دیا جائے تو یہ بھی مغالطۂ اپیل برائے رحم ہے جس کا حقیقت اور قانون سے کوئی تعلق نہیں اصل مسئلے کو چھوڑ کر رحم کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔

4۔ مغالطۂ سوالات مرکب(The Fallacy of Complex questions)

مغالطۂ سوالات مرکب ایک ایسی زوردار دلیل ہے جس سے فریق مخالف کو مختلف سوالات کی بوچھاڑ سے پریشان کیا جاتا ہے۔ اس میں متعدد اعتراضات کی صورت میں سوالات اٹھائے جاتے ہیں۔ یہ مغالطہ طویل مباحثہ میں استعمال کیا جاتا ہے۔ مغالطۂ سوالات مرکب عموماً اس صورت میں پیدا ہوتا ہے جب ایک سے زیادہ سوالات جمع کر کے مخاطب کو ان کا "ہاں" یا "نہ" میں جواب دینے کے لئے کہا جاتا ہے جو کہ ناممکن ہوتا ہے۔ ان سوالات میں دو یا دو سے زیادہ موضوعات کو کسی ایک محمول سے منسلک کیا جاتا ہے یا پھر دو یا دو سے زیادہ محمول کو کسی ایک موضوع کے ساتھ جوڑا جاتا ہے۔ مثلاً "کیا زید اور اس کا بھائی ایماندار ہیں؟"

"کیا زید ایماندار اور مخلص ہے؟" "کیا کینو اور پپیتا کھٹے ہوتے ہیں؟"۔ عدالت میں وکلاء عموماً مغالطۂ سوالات مرکب کا سہارا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صرف جواب "ہاں" یا "نہ" میں دیں۔ ملزم عدالت میں خوف زدہ ہوتا ہے اور ان سوالات کا تانا بانا ایسا ہوتا ہے کہ جواب "ہاں" یا "نہ" میں دینے کی دونوں صورتوں میں بات اس کے خلاف جاتی ہے۔ مثلاً

وکیل:۔ کیا تم نے شراب پینا چھوڑ دیا ہے؟

ملزم یہ سوال سن کر پریشان ہو جاتا ہے کہ کیا جواب دوں، تو وکیل ایک اور سوال داغ دیتا ہے۔

وکیل:۔ کیا تم نے اپنی بیوی کو پیٹنا چھوڑ دیا ہے؟

اور مزید سوال کہ تم چوری کرنے گھر سے کس وقت نکلے تھے؟

مغالطۂ سوالات مرکب میں دراصل پیچیدہ اور مبہم سوالات سے فکری جھجک پیدا کی جاتی ہے۔

مغالطۂ سوالات مرکب میں اصل معاملہ سے توجہ ہٹانا مقصود ہوتا ہے۔ اس میں لاتعداد سوالات کئے جاتے ہیں تاکہ معاملہ گڑبڑ ہو جائے اور سوالات کے دباؤ میں حالات بدل جائیں۔ بچوں کو ڈانٹنا اور سوال پوچھنے کے جواب میں کئی ایک سوالات کر دینا سے بھی یہی صورت حال ہوتی ہے جس سے مغالطۂ سوالات مرکب پیدا ہوتا ہے۔

مغالطۂ سوالات مرکب کا ہم عموماً اس وقت استعمال کرتے ہیں جب متعلقہ موضوع کی دلیل ختم ہو جائے، کوئی بات نہ بن پائے۔ ہم ایک سوال یا موضوع کے جواب میں لاتعداد سوالات کر دیتے ہیں جس سے اصل بات کو سبوتاژ کیا جاتا ہے۔ دراصل اس مغالطہ کا کام ہی یہی ہوتا ہے کہ موجودہ حالات کو تبدیل کر دیا جائے۔

5۔ مغالطۂ دلیلِ شخصیت

(The Fallacy of Argumentum) OR (The Fallacy of Ad Hominem)

مغالطۂ دلیلِ شخصیت ایک بڑا دلچسپ مغالطہ ہے۔ اس میں اصل بات اور دلیل کو چھوڑ کر اس شخص پر الزام تراشی شروع کر دی جاتی ہے جس نے کوئی دلیل پیش کی۔ کوئی شخص دوران گفتگو کسی قسم کا دعویٰ کرے تو سننے والا اس دعویٰ کو دلیل سے رد کرنے یا جواب دینے کی بجائے دعویٰ کرنے والے کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دے۔ اس میں زیر بحث موضوع کو چھوڑ کر حریف کی شخصیت پر نکتہ چینی کی جاتی ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص پر چوری کا شبہ کیا گیا ہو تو اس کا یہ کہنا مغالطۂ دلیلِ شخصیت ہوگا کہ مجھ پر الزام تراشی کرنے والا خود ایک دفعہ چوری کے جرم میں سزا کاٹ چکا ہے۔ اگر کوئی نوجوان اپنے بڑوں کے سامنے کوئی بات کرتا ہے تو اس کو یہ کہہ کر روک دیا جاتا ہے کہ تم تو خود ابھی بچے ہو، تمہیں کیا پتہ ایسی باتوں کا۔ بیشک اس نوجوان کی بات مستند اور صحیح ہی کیوں نہ ہو۔ مقرر نوجوان تقریر میں مخالف مقرر کے دلائل کا جواب دینے کے بجائے موضوع سے ہٹ کر مقرر کی شخصیت اور جسمانی ساخت کا مذاق اڑانا شروع کر دیتا ہے تو یہ بھی مغالطۂ دلیلِ شخصیت ہے۔

کسی وکیل کو اگر کمزور مقدمے کی پیروی کرنا پڑے تو دلائل نہ ہونے کی وجہ سے وکیل مخالف کو کوسنا شروع کر دیتا ہے۔ اس طرح اس کا موکل سمجھتا ہے کہ میرا وکیل صحیح دلائل دے رہا ہے۔

بعض اوقات ایسی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے کہ ہم اپنے غلط کام کو غلط ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے اور جواباً دوسرے کو یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ تم بھی تو ایسے ہی ہو۔ مثلاً ایک طالب علم امتحان کے دوران میں نقل کرتا ہے تو دوسرا طالب علم اس کو ایسا کرنے کا طعنہ دیتا ہے تو اپنی غلطی کو ماننے کے بجائے وہ طالب علم الٹا اُسے کوسنا شروع کر دیتا ہے کہ تم بھی تو ہر امتحان میں نقل کرتے ہو۔

مغالطۂ دلیلِ شخصیت میں فریقِ مخالف کو لاجواب کرنے کے لئے دندان شکن جواب دیا جاتا ہے جب کہ ایسا کرنا منطقی لحاظ سے کوئی دلیل دینے کا عمل نہیں ہوتا۔ اس کے جواب میں معقولیت نہیں پائی جاتی۔

مغالطۂ دلیلِ شخصیت کو ایک دوسرے انداز سے دیکھا جائے تو ایک اور پہلو بھی سامنے آتا ہے کہ اگر کسی شخص کا کوئی معاملہ ہو تو وہ اصل معاملے کے مندرجات یا لوازمات کو چھوڑ کر اس شخص کی تعریف کرنا شروع کر دے جس سے یہ بات یا معاملہ متعلق ہو۔ یہ عمل بھی نامعقولیت کے زمرے میں آتا ہے کہ اصل موضوع یا معاملہ کو حل کرنے کے لئے بلاوجہ تعریف کرنا منت سماجت کرنا خوش کرنا اور دلجوئی کرنا، جس میں شخصیت کی تعریف کی جائے۔ شخصیت پر الزام تراشی ہو مدح سرائی، دونوں صورتوں میں اصل معاملہ کو چھوڑ کر توجہ ہٹانے کا عمل دہرایا جاتا ہے، یہ مغالطۂ دلیلِ شخصیت ہے۔

6۔ مغالطۂ الفاظ ذو معنی (The Fallacy of Equivocation)

مغالطۂ الفاظ ذو معنی ہمیشہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کسی ایک لفظ، کسی حد، کسی استدلال (Reasoning) یا کسی قیاس (Syllogism) کے اصل معنی کے بجائے کوئی دوسرے معنی پیدا ہو جائیں۔ یہ بھی فقرے میں ابہام کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے لیکن پورے فقرے کے بجائے صرف ایک لفظ کے معنی بدلنے سے بھی مغالطۂ الفاظ ذو معنی پیدا ہو جاتا ہے۔ مغالطۂ حدِ اوسط، مغالطۂ مبہم حدِ اکبر، اور مغالطہ مبہم حدِ اصغر اس کی اہم مثالیں ہیں۔

ارونگ کوپی (Irving Copi) کے خیال میں جب کسی لفظ یا ضرب المثل کو دو یا دو سے زیادہ معنی کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے تو اس وقت مغالطۂ الفاظ ذو معنی پیدا ہوتا ہے۔ کسی دلیل کی تشکیل میں خواہ حادثاتی طور پر ایسا ہو یا کوئی ارادی طور پر ایسا کرے تو مغالطہ پیدا کیا جا سکتا ہے کیونکہ لغوی طور پر بھی متعدد الفاظ کے ایک سے زیادہ معنی ہوتے ہیں۔

بعض الفاظ کے حقیقی معنی کسی شے سے منسلک ہو کر بنتے ہیں۔ اس طرح ان الفاظ کو جہاں بھی لگائیں گے وہاں کسی مناسبت سے معنی پیدا ہو جائیں گے۔ مثلاً لفظ "اچھا" (Good) یا "اچھائی" (Goodness) ایک نسبتی حد (Relative Term) ہے۔ اسے کسی شخص، پھول یا کتاب کے ساتھ لگائیں گے تو اس کے معنی بدل جائیں گے جیسے اچھا شخص، اچھا پھول، اچھی کتاب وغیرہ۔

7۔ مغالطۂ ابہام (The Fallacy of Amphiboly)

بعض اوقات فقرات لکھتے یا بولتے وقت اس ترتیب سے الفاظ ادا کئے جاتے ہیں کہ ان کے معنی کا مفہوم ہی بدل جاتا ہے یا وہ فقرے ذو معنی ہو جاتے ہیں۔ مثلاً "روکو مت جانے دو۔"

اس فقرے کو ادا کرتے ہوئے دو انداز کے معنی ہو سکتے ہیں۔ پہلا یہ کہ "روکو مت...... جانے دو" اور دوسرا یہ کہ "روکو

.....مت جانے دو" اسی طرح "لڑکا نہ لڑکی" اس کے تین مفہوم ہو سکتے ہیں پہلا "لڑکا ......نہ لڑکی" دوسرا "لڑکا نہ......لڑکی" تیسرا "لڑکا ......نہ......لڑکی"۔

مغالطۂ ابہام میں الفاظ کی ترتیب اس طرح ہوتی ہے کہ اس کو جن الفاظ پر زور دے کر ادا کریں اسی کی طرف فقرے کے معنی کا رجحان ہو جاتا ہے۔ مثلاً یہ فقرے پڑھیں۔

"اس ہوٹل میں عارضی اور مستقل طور پر شرفا کے لیے رہائش کا انتظام کیا جاتا ہے۔"

اس فقرے میں ہوٹل کے ساتھ عارضی اور مستقل کے الفاظ ملائیں اس کے معنی رہائش سے متعلق بنتے ہیں اور اگر ان کا تعلق شرفاء سے ملائیں تو معنی کے لحاظ سے شرافت عارضی اور مستقل کا مفہوم ہوگا۔

فقرے میں ابہام کا مغالطہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب الفاظ کی ترتیب فقرے کی ساخت کے لحاظ سے مناسب نہ ہو۔ مثلاً

"گم ہو گیا کتا ایک فوجی افسر کا جس کی دم کٹی ہوئی تھی۔"

اس میں کتے کی دم کٹنے کی طرف اشارہ تھا اور فقرے کی ساخت کے لحاظ سے مغالطۂ ابہام کی وجہ سے فوجی افسر کی دم کا ذکر معلوم ہوتا ہے۔

اسی طرح یہ فقرہ پڑھیں۔

"گڑیا بڑی خوبصورت ہے اس لڑکی کی جس کی ٹانگیں پلاسٹک کی ہیں۔"

بنیادی طور پر گڑیا کی ٹانگیں پلاسٹک کی بتانے کی کوشش کی گئی ہے جبکہ فقرے کی ساخت کے لحاظ سے مغالطۂ ابہام کی وجہ سے لڑکی کی ٹانگیں پلاسٹک کی معلوم ہوتی ہیں۔

مغالطۂ ابہام دراصل الفاظ کو صحیح اور مناسب جگہ پر نہ رکھنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ روز مرہ زندگی میں ہم متعدد ایسے فقرے بولتے ہیں جن میں مغالطۂ ابہام پایا جاتا ہے۔

"اکرم کی جیل میں اسلم سے ملاقات"

ایک قومی اخبار نے یہ سرخی خبر پر لگائی تھی میں نے بتایا کہ اس میں ابہام پایا جاتا ہے۔ پہلے متعلقہ انچارج نہ مانے لیکن وضاحت کرنے پر مان گئے۔ میں نے بتایا کہ اکرم کی تو کوئی جیل نہیں ہے۔ اس کے یہاں مغالطۂ ابہام ساخت کے لحاظ سے بتایا جاتا ہے۔ صحیح سرخی یوں ہونا چاہیے تھی۔ "اکرم کی اسلم سے جیل میں ملاقات"۔ مغالطۂ ابہام میں خود ساختہ اغلاط پیدا کرنے ہوتے ہیں۔

8۔ مغالطۂ تاکید (The Fallacy of Accent)

مغالطہ دراصل لفظوں کا ہیر پھیر ہے۔ یہ خاصیتیں فقرات لکھتے وقت یا بولتے وقت پیدا کی جا سکتی ہیں۔ کسی ایک یا ایک سے زیادہ الفاظ کو زور دے کر ادا کرنے سے اس کے معنی بدل جاتے ہیں۔ اس زور میں معنی بدلنے کی تاکید پائی جاتی ہے

جس سے مکمل فقرے میں مغالطہٗ تاکید پیدا ہوتا ہے۔

قیامِ پاکستان کے بعد ابھی جب ملک میں زیادہ طبی سہولتیں نہیں تھیں۔ طبی علوم نے زیادہ ترقی بھی نہیں کی تھی۔ مجلّی اور زیادہ موثر دواؤں کے بجائے مائع دوائی شیشی یا بوتل میں ڈال کر دی جاتی تھی۔ شیشی یا بوتل پر لیبل لکھا ہوتا تھا۔

''مریض کو دوائی دینے سے قبل ضرور ہلالیں۔''

اگر اس احتیاط کو لفظ ''مریض'' پر زور دے کر پڑھیں تو اس کے معنی یکسر تبدیل ہوجاتے ہیں اور لطیفے کے طور پر کہا جاتا تھا کہ بعض کم فہم لواحقین ڈاکٹر کی اس ہدایت پر عمل کرتے ہوئے دوائی دینے سے پہلے مریض کو ضرور ہلا لیتے تھے۔

ماں بچوں کو کوئی کام کرنے کے لیے بار بار تاکید کرتی ہے۔ فقروں کو دہراتی ہے اور الفاظ پر زور دیتی ہے جس سے فقروں کے معنی میں زور پیدا ہوتا ہے اور معنی بدلتے رہتے ہیں مثلاً

''اپنے منہ ہاتھ دھو کر آم کھالو۔''

اس فقرے کو بار بار دہرانے سے معنی بدل جاتے ہیں۔ کبھی زور منہ ہاتھ دھونے پر ہے اور کبھی دھو کر آم کھانے پر ہے۔ اس طرح مضامین یا سوالات لکھتے وقت بعض الفاظ آڑے ترچھے لکھے جاتے ہیں۔ زیرِ سطر (Underline) کر دیئے جاتے ہیں جن پر عمل کرنے کی تاکید کی جاتی ہے۔ ان سب میں مغالطہٗ تاکید پایا جاتا ہے۔

مشقی سوالات

انشائی طرز (Subjective Type)

سوال1: مختصر جواب دیں:

i۔ ادراک کسے کہتے ہیں؟

ii۔ طنز و مزاح میں کون سا مغالطہ پایا جاتا ہے؟

iii۔ مغالطہٗ تاکید سے کیا مراد ہے؟

iv۔ افلاطون کے خیال میں مغالطہ سے کیا مراد ہے؟

v۔ اپنی بات کو باوزن اور مدلل بنانے کے لئے مغالطہ کیسے پیدا کرتے ہیں؟

vi۔ فریقِ ثانی کو لاجواب کیسے کرتے ہیں؟

vii۔ مغالطوں کا نعروں میں استعمال ہوتا ہے۔ مثال دیں؟

viii۔ یہ کس کا قول ہے کہ ''کسی بدمعاش کے لئے حب الوطنی آخری پناہ گاہ ہے۔''؟

ix۔ دی پرنس (The Prince) کس کی تصنیف ہے؟

x۔ مغالطہٗ ذومعنی کیسے پیدا ہوتا ہے؟

سوال 2: تفصیلاً جواب دیں:

i۔ مغالطے کا مفہوم مختلف مثالوں کی مدد سے بیان کیجئے؟

ii۔ مغالطوں کے مطالعہ کی اہمیت بیان کیجئے؟

iii۔ مغالطۂ دانستہ یا سفسطہ (Sophism) اور مغالطۂ نادانستہ (Pdoralogism) کی وضاحت کیجئے؟

iv۔ مغالطۂ اپیل برائے طاقت اور مغالطہ اپیل برائے ہیجان کی وضاحت کیجئے؟

v۔ مغالطۂ الفاظ ذو معنی اور مغالطہ ابہام کا تقابلی جائزہ لکھئے؟

معروضی طرز (Objective Type)

سوال نمبر 3: ذیل میں دیئے ہوئے سوالات کے چار ممکنہ جوابات میں سے صحیح جواب کی نشاندہی کیجئے:

i۔ غلط ادراک کو کہا جاتا ہے۔

ا۔ التباس ب۔ فکر ج۔ علم د۔ بیان

ii۔ فرضی یا دانستہ پیدا کردہ التباس جملے کو صحیح ثابت کرنے کو کہتے ہیں۔

ا۔ رکاوٹ ب۔ مغالطہ ج۔ واقعہ د۔ مفروضہ

iii۔ علم منطق میں فکر کے اصول کے مطابق صحیح مقدمات ہی سے اخذ کئے جاسکتے ہیں۔

ا۔ صحیح طریقے ب۔ صحیح مقدمات ج۔ صحیح نتائج د۔ صحیح فکر

iv۔ مغالطۂ لفظی فکری یا کسی بھی نوعیت کو کہتے ہیں۔

ا۔ شکل ب۔ زبان ج۔ سوچ د۔ غلطی

v۔ وکیل عموی طور پر بحث کے دوران میں پیدا کرتا ہے۔

ا۔ مغالطہ ب۔ واقعہ ج۔ رابطہ د۔ فیصلہ

vi۔ مغالطہ پیدا کرنا دراصل ہوتا ہے۔

ا۔ فکر ب۔ فن ج۔ استدلات د۔ عمل

vii۔ طاقتور مغالطے میں دلیل کو بنایا جاتا ہے۔

ا۔ خوابیدہ ب۔ بامعنی ج۔ زوردار د۔ لطیف

viii۔ صحیح مواد ختم ہوجائے تو فریق ثانی کولا جواب کرنے کیلئے سہارا لیا جاتا ہے۔

ا۔ رکاوٹوں کا ب۔ سوالوں کا ج۔ جوابوں کا د۔ مغالطوں کا

ix۔ علمی مذاق اور طنز و مزاح میں پایا جاتا ہے۔

ا۔ مغالطۂ ابہام ب۔ مغالطۂ اپیل ج۔ مغالطۂ ہیجان د۔ مغالطۂ طاقت

x۔ مغالطہ اپیل برائے رحم میں پایا جاتا ہے۔

ا۔ زور ب۔ رحم ج۔ جذبہ د۔ نعرہ

xi۔ مغالطۂ اپیل برائے ہیجان میں مدد لی جاتی ہے۔

ا۔ شدت سے ب۔ سوچ سے ج۔ فلسفہ سے د۔ الفاظ سے

xii۔ مغالطۂ دانستہ میں مغالطہ پیدا کرنے والے کی شامل ہوتی ہے۔

ا۔ فکر ب۔ نیت ج۔ تردید د۔ غلطی

xiii۔ فقرے کے معنی بدلنے کی تاکید میں پایا جاتا ہے۔

ا۔ مغالطۂ فکر ب۔ مغالطۂ ابہام ج۔ مغالطۂ تاکید د۔ مغالطۂ طاقت

xiv۔ ماخذ علم سے بنیادی طور پر حاصل ہوتا ہے۔

ا۔ قضیہ ب۔ خواب ج۔ سکون د۔ ادراک

xv۔ مغالطۂ دلیل شخصیت میں اصل موضوع ہوتا ہے۔

ا۔ شخصیت ب۔ ترکیب ج۔ شباہت د۔ دلیل